ضبط و ترتیب ← مولانا اصلاح الدین حقانی

دارالعلوم کے تعلیمی سال کی اختتامی تقریب منعقدہ ۲۳ رجب [illegible] مطابق یکم مارچ ۱۹۸۹ء سے

شیخ الحدیث

حضرۃ مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کا خطاب

خطبہ مسنونہ کے بعد!

(۱) رسوخ فی العلم | عزیز طلبہ! پہلی بات یہ ہے کہ علم میں پختگی حاصل کریں، جس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ماہر اساتذہ سے کتابیں پڑھیں، پھر خوب محنت کریں، اس کے ساتھ ساتھ مطالعہ کتب کا بھی اہتمام کریں، اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اپنے اساتذہ سے رجوع کریں، اس طرح علم پختہ ہو جاتا ہے۔ اسی علمی پختگی کے لیے اس پر عمل بھی ضروری ہے، عمل کرنے کے بعد مسئلہ نہیں بھولتا۔ مثلاً اگر کوئی پوچھے کہ التحیات میں اشارہ کیسے کریں؟ تو جس نے اشارہ سیکھا ہو پھر عملاً خود اشارہ کیا ہو وہ بتا دے گا، لیکن جس نے خود زندگی بھر اشارہ نہیں کیا تو وہ کیسے بتائے گا کہ اشارہ کسے کہتے ہیں؟

(۲) علم پر عمل | جو کچھ سیکھیں اس پر عمل کریں اور حفظ و مطالعہ اور معلومات رٹ لینے کے بعد کمثل الحمار یحمل اسفارا (جیسے گدھا جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں) نہ بنیں۔ گدھا کتابوں کا بوجھ تو محسوس کرتا ہے لیکن ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

بہرحال عمل انتہائی ضروری ہے لیکن عمل سے خشک مزاج جھگڑالو مولوی بننا مراد نہیں، آج منکرین حدیث اور منکرین قرآن بھی زیادہ ہو رہے ہیں، بعض لادین حکومتیں ان کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں لیکن یہ لوگ ان کے کام بھی نہیں آتے۔ بہرحال عمل کا یہ طریقہ نہیں مثلاً قرآن مجید پر تم نے عمل کرنا ہے تو جو آیتیں منسوخ ہوں ان پر عمل کا مطلب یہ ہے کہ یہ اعتقاد ہو کہ یہ حکم ایک زمانہ میں حق تھا اور اب منسوخ ہو چکا ہے۔

(۳) اخلاص و للّٰہیت | تعلیم و تعلم میں اخلاص و للّٰہیت نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر ترقی نصیب نہیں ہوتی۔ اگر اخلاص نہیں اور ترقی نظر آئے تو سمجھ لینا کہ یہ ترقی نہیں بلکہ استدراج ہے۔ لیکن اخلاص کیسے پیدا ہو؟ تو اس کے لیے ایک طرف تو صالحین کی مجالست ضروری ہے، دوسری طرف وہ ریاضات جو صوفیاء کرام کا معمول ہیں ان کو اختیار کرنا ہوگا ——— یہاں پر یہ بات یاد رکھیں کہ تعلیم و تعلم پر اجرت لینا اخلاص و للّٰہیت

کے منافی نہیں کیونکہ صحابۂ کرامؓ اور خصوصاً خلفاء راشدین کے زمانے میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اور اس کے بغیر تو دینی تعلیم اور اشاعت کا کام ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔

(۴) اشاعت علم | علم کی اشاعت اور جہالت کے خاتمہ کے لیے خوب کوشش کریں، تدریس اور تقاریر کے ذریعے علم کو پھیلائیں، تصنیف و تالیف اور تبلیغ کے میدان میں کام کریں۔

(۵) دفاع حق | اسلام کی مدافعت ہر وقت کرتے رہو۔ اسلام پر ہر طرف سے حملے ہوتے رہتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے معتزلہ، قدریہ، خوارج وغیرہ پر جو ردّ کیے ہیں، یہ سب دفاعِ اسلام کے سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ اسلام کے نام پر بہت سے فرقے کام کرتے ہیں، مثلاً پرویزی، قادیانی اور حزب اللہ کے نام سے کچھ لوگ اسلام کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔ بلکہ آج تو کافروں نے بھی اسلامی علوم کو بڑی محنت سے حاصل کیا ہے، حتیٰ کہ بعض مسلمان علماء بھی ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے ان کے برپا کیے ہوئے فتنوں کا سدِباب کرنا ضروری ہے۔ ان کے نظریات معلوم کریں اور پھر ان پر خوب تحقیق سے ردّ کریں۔

(۶) سیاست | سیاست میں اس وقت تک بالکل حصہ نہ لو جب تک طالبعلمی کے دور سے گذر رہے ہو، اس طرح تمہاری علمی استعداد ضائع ہو جائے گی اور اِدھر اُدھر پھرنا ہی مقدّر ہو گا۔ پودا اگر ایک جگہ ہی رہے تو وہ پھلتا پھولتا ہے لیکن اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ کو دو تین بار منتقل کیا جائے تو وہ سوکھ جاتا ہے اس لیے استقلال اور توجہ سے علم حاصل کرو تاکہ پھلو پھولو اور ثمر آور درخت بن جاؤ۔ ہاں جب عالم بن جاؤ پھر سیاست میں ضرور حصہ لو کیونکہ سیاست نہ ہو تو جن بے دینوں کے ہاتھ میں حکومت ہے وہ رہا سہا اسلام بھی ختم کر دیں۔ یہ تو اسلامی سیاسی جماعتوں اور سیاسی علماء کی برکت ہے کہ وہ کچھ کام کرتے رہتے ہیں تاکہ یہ ظالم کچھ دبے رہیں اور خالص لادینی اور کافرانہ نظام مسلّط نہ ہو سکے۔

(۷) تنظیم | علماء کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ منظم رہیں۔ تنظیم سے میرا مطلب یہ ہے کہ علاقہ کے علماء خواہ وہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہوں یا دوسرے مدارس کے ہوں متحد اور منظم ہوں، ان کا باقاعدہ صدر اور دوسرے عہدیدار ہوں، یہ تنظیم علماء کے حقوق کا تحفظ کرے ــــ الحمدللہ ہمارے علماء کی ہر جگہ اکثریت ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کام کی برکت ہے کہ ملک میں کثیر تعداد میں کامیاب مدرسے ہیں، دینی ادارے ہیں، جہادِ افغانستان میں فضلاء مصروفِ کار ہیں۔ سیاسی میدان میں تحریک نفاذِ شریعت چل رہی ہے۔ یہ علماء پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی احسان ہے اور اس احسان سے چشم پوشی بڑی ناسپاسی ہوگی، اور اسی احسان کی بدولت ہم پر حضرت شیخ الحدیث صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں اور اولاد و احفاد کا بھی حق بنتا ہے۔ ترمذی شریف میں آیا ہے کہ جو تیرا استاد ہے،

کی اولاد کا بھی تم پر حق ہے، ان کا احترام دراصل اپنے استاذ کا احترام ہے۔

بہرحال ان علماء کو منظم کرنا ضروری ہے تاکہ لوگوں پر علماء کا رعب اور وقار قائم رہے، وہ ڈرتے رہیں اور کسی ظالم کے ہاتھ سے کوئی عالم تنگ نہ ہو۔

(۸) عوام پر شفقت | یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ عوام کے لیے تمہارے دل میں خیرخواہی اور شفقت کا جذبہ ہو جب عوام آپ کو عالم اور بڑا سمجھتے ہیں تو آپ پر بھی لازم ہے کہ عوام سے شفقت اور نرمی سے پیش آئیں۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اگر لوگوں میں کوئی گناہ موجود ہو تو اسے دور کرنے کے لیے اپنے سے بڑے کے ساتھ باپ کی طرح اور چھوٹے کے ساتھ بھائی کی طرح بات کرو۔ اسے باپ یا بھائی تصور کرکے تو انشاءاللہ اس پر اثر ہوگا، اور اگر تشدد اور سختی سے کام لو گے تو لوگ بدظن ہوں گے اور بات بے اثر ہوگی۔

(۹) فکر معاش | زندگی کے لیے معاش بھی ضروری ہے جس کی معاشی حالت بہتر ہے تو فبہا ورنہ ذریعۂ معاش ایسا ہو کہ ساتھ ساتھ دین کی خدمت بھی ہو سکے، جیسے دینی مدرسہ میں تدریس اور امامت و خطابت وغیرہ۔ اور اگر اور کوئی راہ نہ ہو اور مجبوراً تجارت یا سکول ٹیچری گلے پڑ گئی تب بھی ساتھ ساتھ تبلیغ دین اور اشاعت علم ہرگز نہ چھوڑنا عوام کی اصلاح کرتے رہو۔ پھر سیاست میں بھی کامیابی ہوگی، عوام سے رابطہ نہ ہوگا تو سیاست بھی نہیں چلے گی اور تبلیغ دین کا کام بھی نہیں ہو سکے گا۔

(۱۰) اساتذہ اور مدرسہ کا احترام | شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت تھی کہ اپنے اساتذہ اور مدرسہ کے لیے بدنامی کا سبب نہ بنو، ایسی بات اور ایسا کام ہرگز نہ کرنا جس سے مدرسہ یا آپ کے استاد بدنام ہوں اور لوگ کہیں کہ اس کے اساتذہ بھی ایسے ہی ہوں گے ـــ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس مقصد سے تعبیر کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا کرتے "جو پگڑی تم نے ہمارے سر پر رکھی ہے اسے اتار کر نہ پھینکیں"، تو یہ بڑا نکتہ ہے کہ علم اور اہل علم کی بدنامی تمہارے ہاتھ سے نہ ہو۔

باری تعالیٰ سب کو عالم باعمل بنائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے لگائے ہوئے اس گلشن کو شاداب اور آباد رکھے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔